www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نفاذِ شریعت آرڈی ننس ۱۹۸۸ء

شریعتِ محمدیؐ کی روشنی میں

اہلِ حدیث مدارس لاہور کے اساتذہ اور طلباء پر مشتمل اجتماع سے

مدیرِ محدث کا خطاب

اسلام کی مثال اس شجرۂ طیبہ کی سی ہے کہ جسکی جڑیں زمین میں بہت گہری، انتہائی مضبوط ہوں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں ـــــ پھر یہ درخت ہر وقت اور ہر موسم میں ثمر بار بھی رہے کہ جس کے پھل کبھی ختم ہونے میں نہ آئیں ـــــ چنانچہ نخلِ اسلام کی آبیاری حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے خون پسینہ سے کی، تا آنکہ یہ ایک تناور درخت بن گیا اور اقطارِ عالم میں بسنے والے جملہ افرادِ انسانیت نے بلاتفریقِ مذہب و ملت اس کے پھل کھائے ـــــ کسی نہ کسی رنگ میں، چاہنے نہ چاہنے کے باوجود، بہرحال وہ اس سے شاد کام ہوئے! ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ - تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ" (ابراھیم: ۲۴-۲۵)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تاہم مخالفینِ اسلام کو، اسلام کی یہ عظمت ایک آنکھ نہ بھائی اور وہ اس کوشش میں لگ گئے کہ اسلام کے مقابلے میں متعدد ایسے ازموں اور نظاموں سے لوگوں کو متعارف کرایا جائے کہ جو انسانوں کی اپنی ذہنی کوششوں کا نتیجہ تھے۔ ——— لیکن مخلوق کے بنائے ہوئے یہ نظام، خالق کے بنائے ہوئے نظام کے سامنے نہ ٹک سکے، چنانچہ ان کی ناپائداری کی مثال ایک ایسے درخت سے دی جا سکتی ہے کہ جسے زمین کے اُوپر ہی اُوپر رکھ دیا گیا ہو اور اس کے قرار و ثبات کی خواہ کتنی بھی کوششیں کی جائیں، وُہ ہر آن اپنی ٹہنیوں کے بل زمین پر آرہتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ" (ابراھیم: ۲۶)

——— اسلامیانِ پاکستان کی حالت انتہائی قابلِ رحم ہے۔ ان کی کوتاہ بین نگاہیں اسلام کے شجرۂ طیبہ کی بلندی کا تعاقب نہ کر سکیں، تو مخالفینِ اسلام کے ترتیب شدہ، زمین پر گرے پڑے یہ اشجارِ خبیثہ ہی ان کی توجہ کا مرکز و محور بن گئے ——— مسلمان ہونے کے ناطے چونکہ شجرِ اسلام کے ثمراتِ شیریں کا ذائقہ بھی ان کی مجبوری ہے، اس لیے اس کے بعض پھلوں کو وہ ان ناپاک درختوں کی ٹہنیوں سے چپکانے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ شائد یہ رنگ لائیں، لیکن یہ درخت ان پھلوں کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ "نتیجۃً" یہ گل سڑ کر خود شجرِ اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں ——— عرصہ چالیس سال سے اسلامیانِ پاکستان اس صریح غلطی کا شکار ہیں اور منزل ان سے دور، مزید دور ہوتی چلی جا رہی ہے! ——— وُہ نام اسلام کا لیتے ہیں، لیکن اس کے مرجع و مصدر (کتاب و سنت) پر اکتفا کرنا انہیں گوارا نہیں، ہاں ان کی زیادہ تر توجہ کا مرکز وہ وضعی نظام ہیں کہ جنہیں اسلام سے کچھ نسبت ہی نہیں! ——— آہ، وہ نہیں جانتے کہ اسلامی اور غیر اسلامی نظریات کا یہ ملغوبہ ہی ان کی محرومیوں کا باعث ہے ——— کیونکہ اسلام وہ دینِ خالص ہے کہ جو اپنے ساتھ کسی بھی دیگر وضعی نظام کی شرکت گوارا نہیں کرتا! ——— پس "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً" کے حکمِ قرآنی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، اسلام کی اپنی اصلی اور کامل و اکمل صورت میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہی اسے اپنا لینا، مسلمان کی دنیا و آخرت کی سرفرازیوں کا باعث بن سکتا ہے۔
لیکن اس کے برعکس اگر اس نے "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ" کی غلط روش اپنالی ہے، تو اس کا نتیجہ "فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ" یعنی "دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ الیم" کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا!

حالیہ شریعت آرڈیننس بھی اسلامیانِ پاکستان کی انہی مساعئ ناشکور کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کے وُہ عادی ہو چکے ہیں۔ تاہم اس میں ہمارے لیے دعوتِ فکر و عمل بھی موجود ہے ——— مدیرِ محدث نے ۷؍ جولائی ۱۹۸۸ء کو ایک اجتماع سے، جو اہلحدیث مدارس (لاہور) کے اساتذہ اور طلباء پر مشتمل تھا، خطاب کرتے ہوئے اسی پس منظر میں شریعت آرڈی نینس پر تبصرہ فرمایا ہے، جس کا متن استفادہ کے لیے ہدیۂ قارئین ہے!

تلاوتِ قرآنِ پاک اور خطبۂ مسنونہ کے بعد:

"حالیہ شریعت آرڈیننس، جس کا متن آپ اخبارات میں پڑھ چکے ہیں، کے سلسلہ میں سب سے پہلا قابلِ غور نکتہ یہ ہے کہ یہ آرڈی نینس اسلام کے نام پر نافذ کیا گیا ہے ——— اسلام کا تصورِ نفاذ کیا ہے؟ اس کے بارے میں بلشیتر مواقع پر، اور بالخصوص اپنے خطباتِ جمعہ میں یہ واضح کر چکا ہوں کہ اسلام کو آج نئے سرے سے نافذ کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ یہ اسی دن اور اسی وقت سے نافذ ہے جب انسانیت نے روئے زمین پر اپنا پہلا قدم رکھا تھا۔ چنانچہ اس وقت جو تعلیمات ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی تھیں، وہ اسلام ہی کی تعلیمات تھیں ——— ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(البقرۃ : ۳۸)

"ہم (اللہ رب العزت) نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ، اب میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے گی (تو اس کی اتباع کرنا کہ) جنھوں نے میری ہدایت کی اتباع کی تو انھیں نہ تو کوئی خوف لاحق ہو گا اور نہ ہی وہ غمناک ہوں گے!"

اس آیت کریمہ میں ہدایت سے مراد اسلام ہی ہے، جو اول روز سے نافذ ہو گیا تھا اور جس کی تکمیل شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی صورت میں ہوئی —— شریعتِ محمدیہ ایک ایسی عالمگیر شریعت ہے جو کسی خاص زمانہ سے مخصوص نہیں، بلکہ یہ ہر زمان و مکان کی قید سے ماوراء ہے اور رہتی دنیا تک امت کے لیے راہنما! —— کیونکہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ کے اجتماع میں یہ اعلان ہوا:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا —— الاٰية!" (المائدۃ: ۳)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند فرما لیا ہے!"

پس آج سے چودہ صدیاں قبل دینِ اسلام کی تکمیل اور شریعتِ محمدی کے اتمام کا یہ تقاضا ہے کہ زمان و مکان کی قید سے ماوراء، رہتی دنیا تک اس کے اوامر و نواہی ہر دور میں انسانیت کے لیے راہنما ہوں، اس میں نہ تو کسی کمی کی گنجائش موجود ہو اور نہ زیادتی کی —— شریعتِ محمدیہ نہ تو منسوخ ہو اور نہ ہی کسی تبدیلی کی متحمل ہو سکے! —— ان دعاوی کے مزید ثبوت کے طور پر درج ذیل آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" (الجاثیۃ: ۱۸)

"پھر ہم نے (اے نبیؐ)، آپ کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر دیا، تو اسی رستے پر چلتے رہیے اور بے علم لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیے!"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی اس شریعت کے اسی طرح پابند تھے، جس طرح آپؐ کے امتی! ——— آپؐ کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں آئے گا، لہٰذا ضروری ہے کہ شریعت تاقیامت ہمارے لیے نافذ ہو، جبکہ تاقیامت اس کے نفاذ کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ یہ منسوخ نہ ہو!

اسی طرح جہاں تک اس شریعت میں کسی کمی بیشی کا تعلق ہے تو اس کا اختیار بھی کسی کو حاصل نہیں۔ حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں ——— چنانچہ بعض لوگوں نے جب یہ مطالبہ کیا کہ شریعت میں تھوڑی بہت تبدیلی ہونی چاہیے، تو آپؐ نے اللہ رب العزت کے فرمان کے بموجب یہ جواب دیا کہ میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا ——— درج ذیل آیتِ قرآنی ملاحظہ ہو:

"وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ ۙ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۖ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ" (یونس، ۱۵)

"اور جب ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں، وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس کے سوا کوئی اور قرآن (بنا) لاؤ یا اس کو بدل دو۔ آپؐ فرما دیجیے مجھے اس کا اختیار نہیں کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ (کیونکہ) میں تو اسی (حکم) کا تابع ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے!"

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ - لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ - ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ!" (الحاقۃ ۴۴ تا ۴۶)

"اگر یہ پیغمبرؐ ہماری نسبت کوئی غلط بات بنا لاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر ان کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے!"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مزید فرمایا:

" مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ "

(آل عمران: ۷۹)

"کسی بشر کو یہ لائق نہیں کہ اللہ رب العزت تو اسے کتاب، حکومت اور نبوت عطا فرمائیں، پھر وہ لوگوں سے یہ کہنے لگ جائے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (اسے یہی کہنا سزاوار ہے کہ) تم رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم کتابِ الٰہی پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو!"

سورۂ نجم کے شروع میں ارشاد ہوا:

" وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى - اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى !"

(النجم: ۳-۴)

" (یہ نبیؐ) خواہشِ نفسانی کے زیرِ اثر منہ سے بات نہیں نکالتے، بلکہ یہ تو وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے!"

یہ تمام آیاتِ قرآنی اس امر پر شاہد ہیں کہ شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں کوئی کمی بیشی ممکن نہیں۔ اور جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ یہ پہلے سے نافذ ہو۔ چنانچہ آج نئے سرے سے اس کو نافذ کرنے کی ضرورت نہیں! — یہی وجہ ہے کہ سورۃ البقرۃ کی ابتداء میں یہ ارشاد ہوا:

" ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ - اَلْاٰيَة!" (البقرۃ: ۲)

"یہ کتاب، اس میں کچھ شک نہیں . . . !"

لفظ "کتاب" قابلِ غور ہے —— اردو محاورہ میں اگرچہ کتاب اس چیز کو کہتے ہیں جو لکھی ہوئی، مجلّد صورت میں موجود ہو۔ لیکن قرآنِ مجید کی اصطلاح میں، لفظِ کتاب کا مفہوم سمجھنے کے لیے اس بات پر غور فرمائیے کہ جب سورۃ البقرۃ نازل ہوئی، اس وقت قرآنِ مجید کا نزول نہ تو ابھی مکمل ہوا تھا اور نہ ہی یہ کتابی صورت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں موجود تھا۔ بلکہ اس کی چھیاسی سورتیں کھجور کی چھال، شانے کی ہڈیوں وغیرہ پر متفرق اجزاء کی شکل میں موجود تھیں ـــــ اسے سب سے پہلے جمع کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ ان متفرق اشیاء پر تحریر تو ہو رہا تھا، لیکن جمع نہیں ہوا تھا ـــــ بایں ہمہ اگر اسے "الکتاب" کہہ کر پکارا گیا تو یہ ایک قانونی اصطلاح ہے، جس کے معنی "شریعت" اور اس کی "فرضیت و نفاذ" کے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جو نبی اور رسول ہونے کے ساتھ ساتھ حکمران بھی تھے، یہی قرآن مجید آپ کا دستور تھا!

واضح رہے کہ "قرآن" ایک وصفی نام ہے جو اس کی تلاوت کیے جانے کی مناسبت سے ہے۔ جبکہ لفظ "کتاب" قرآن مجید کے نفاذ پر دلالت کرتا ہے۔
مثلاً قرآن مجید ہی میں درج ذیل الفاظ وارد ہوئے ہیں:

"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ" (البقرة: ۱۸۳)

"تم پر روزہ رکھنا فرض قرار دیا گیا (یا روزے کا نفاذ ہو گیا)!"

"كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ" (البقرة: ۱۷۸)

"تم پر قصاص فرض کر دیا گیا!"

"كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ ....!" (البقرة: ۱۸۰)

"تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے تو وصیت کرے!"

مؤخر الذکر آیت کی تلاوت کے جاری رہنے، لیکن حکم کے اعتبار سے اس کے باقی رہنے یا منسوخ ہونے سے قطع نظر، کہنے کا مقصود یہ ہے کہ عبادات، معاملات، حدود وغیرہ کا نفاذ ہو چکا ـــــ یہی وجہ ہے کہ ہم نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور دیگر عبادات کے ذمہ دار ہیں۔ اسی طرح نکاح وطلاق وغیرہ مسائل کے پابند! ـــــ اگر شریعت پہلے سے نافذ نہ ہو تو اس ذمہ داری اور پابندی کے کوئی معنی ہی نہیں۔ چنانچہ حدودِ الٰہی کا معاملہ بھی انہی عبادات ومعاملات کا سا ہے ـــــ آج اگر ان پر عمل نہیں ہو رہا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ حدود وتعزیرات پہلے سے نافذ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نہیں ہیں، بلکہ اصل مسئلہ ان پر عملدرآمد کا ہے! ــــ الغرض نفاذِ اسلام ہو چکا، اب مقصود صرف شریعت کی عملداری ہے جو ایک اسلامی حکومت کا فرضِ اولیں ہے ــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰہُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَہَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ــــ الاٰیۃ!" (الحج: ۴۱)

جبکہ اس سے قبل یہ الفاظ بھی موجود ہیں!

"وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ!"

ترجمہ یہ کہ "جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرماتے ہیں، یعنی ان لوگوں کی کہ جنہیں ہم (اللہ رب العزت) تمکن فی الارض عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کرتے، زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے، نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے ہیں!"

پس ایک مسلمان، خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم، جب کلمۂ توحید پڑھ کر اللہ کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کرتا اور رسول اللہ کی رسالت کو تسلیم کر کے اس کا اعلان کرتا ہے تو شریعت کا نفاذ اسی وقت، خود بخود اس پر ہو جاتا ہے۔ اب یہ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ساری الجھنیں دور کر کے، تمام بندشیں توڑ کر، جملہ رکاوٹیں عبور کر کے اور ہر قسم کے اصر و اغلال (بندشیں اور بیڑیاں) اتار کر اس مشن کو اپنا مشن سمجھے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر آئے ــــ لیکن آج ہمارے ہاں گنگا الٹی بہہ رہی ہے کہ مروّجہ تصورِ قانون کے مطابق پہلے شریعت بنائی جاتی ہے، پھر اس کا نفاذ ہوتا ہے ــــ یہ تصور، بناوٹی قانون کا تصور ہے، شرعی تصور نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہی بناوٹی قانون کا تصور ہمارے لیے اصر و اغلال کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، جسے شریعت کی رو سے اتارنا ضروری ہے، نہ کہ اسے اپنے گلے کا ہار بنا لینا، جو کہ یہود و نصاریٰ کا شیوہ تھا!

اسی سلسلہ کا ایک دوسرا پہلو بھی قابلِ غور ہے۔ اور وہ یہ کہ جب شریعت مکمل بھی ہے اور اس کا نفاذ بھی ہو چکا، تو پھر یہ نہیں ہو گا کہ اس کی بعض چیزیں لے لی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جائیں اور بعض کو چھوڑ دیا جائے، جیسا کہ آج کل شریعت کے بتدریج نفاذ کی باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ حالانکہ یہ بھی یہود یانہ طرزِ عمل کا خاصہ ہے، اور اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں اس پر سرزنش بھی فرمائی ہے:

" اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۔ الاٰیۃ !" (البقرۃ : ۸۵)

"تم کتاب (الٰہی) کے بعض احکام تو مانتے ہو اور بعض سے انکار کیے دیتے ہو، تو جو تم میں سے ایسی حرکت کریں، ان کی سزا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا کی زندگی میں تو رسوائی ہو اور روزِ قیامت سخت عذاب میں ڈال دیے جائیں !"

ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں اکتالیس سال سے نفاذِ شریعت کا نعرہ لگ رہا ہے۔ اور گزشتہ گیارہ سال سے تو یہ نعرہ زوروں پر ہے۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا ہے؟ رسوائی اور صرف رسوائی !—— کیوں نہ ہو، یہ اللہ رب العزت کا فیصلہ ہے کہ شریعت پر اگر صحیح معنوں میں عمل پیرا نہ ہوا جائے گا تو اس کا یہی نتیجہ نکلے گا !—— چنانچہ ملک میں جب بھی نفاذِ شریعت کی بات ہوئی، ہم نے پہلی غلطی تو یہ کی کہ احکامِ اسلام کے نام پر شریعت بنانی شروع کر دی۔ اور جس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے کہ جو پھلوں کے حصول کے لیے کسی ثمر بار درخت کی طرف رجوع کرنے یا بیج ڈال کر کسی درخت کو پھلنے پھولنے کا موقع دینے کی بجائے، مختلف پھلوں کو کسی درخت کی ٹہنیوں کے ساتھ چپکانا شروع کر دے۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی درخت ان پھلوں کو قبول نہیں کرے گا —— نہ تو کوئی درخت یوں ثمر بار ہوتا ہے اور نہ ہی یہ پھل گلنے سڑنے سے محفوظ رہ سکیں گے ![1]

---

[1] احکامِ اسلام اور شریعت کا ایک فرق تو وہ ہے جو فقہ اور شریعت کا ہے۔ کیونکہ احکامِ اسلام سے مراد فقہ ہوتی ہے اور فقہیں متعدد ہیں۔ جیسے فقہ حنفی، جعفری وغیرہ —— جبکہ شریعت صرف ایک ہے !

دوسرا اہم فرق احکامِ اسلام اور شریعت میں یہ ہے کہ احکامِ اسلام، الگ الگ فقہی مسائل کا نام ہے۔ جبکہ شریعت اللہ تعالیٰ کی مکمل و مرتب ہدایت ہوتی ہے۔ یعنی اس میں احکامِ الٰہی کے ساتھ ساتھ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

—— اور دوسری غلطی ہم یہ کرتے ہیں کہ شریعت عازی کا "مقدس فریضہ" انجام دینے کے بعد ہم اس تیار شدہ شریعت کا نفاذ بھی وضعی احکام کے ذریعے کرنے کی کوشش کرتے ہیں —— آج جتنے بھی ذیلی قوانین اور آرڈی نینس وغیرہ آرہے ہیں، ان سب کی یہی حیثیت ہے —— ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ شریعت کو پہلے سے نافذ مان کر اس کے منافی جتنے بھی وضعی قوانین تھے، انہیں باطل قرار دے دیا جاتا، لیکن الٹا جب انہی کے ذریعہ ہم نے شریعت کو نافذ کرنا چاہا تو یہی قوانین شریعت کی عملداری میں بری طرح حائل ہو کر اس پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کرنے لگے، جس کی بناء پر عملاً شریعت معطل ہو کر رہ گئی ہے!

آپ کو یاد ہوگا، سنہ ۱۹۸۰ء میں صدرِ مملکت نے زکوٰۃ کے نام پر ایک قانون کا نفاذ کیا، تو اس کے بالمقابل شیعوں نے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم اس قانون کو نہیں مانتے، جس کے نتیجہ میں دوبارہ یہ اعلان ہوا کہ زکوٰۃ کا یہ قانون میں نے نافذ کیا تھا، یہ کوئی خدائی حکم نہیں تھا۔ چنانچہ اب میں ہی ان لوگوں کو، جن کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی حاکم کو زکوٰۃ نہیں دیں گے، اس قانون سے مستثنیٰ کرتا ہوں۔ غور فرمائیے، کیا اسی کا نام نفاذِ شریعت ہے، اور کیا یہی اللہ کی حاکمیت ہے؟

ان کا باہمی ربط (جسے دورِ حاضر کی اصطلاح میں "نظام" کے لفظ سے بیان کیا جاتا ہے) بھی شامل ہوتا ہے اور جس سے شریعت ایک وحدت بنتی ہے۔

۲؎ ۱۹۷۳ء کے دستور اور اس آرڈی نینس میں بھی قوانین اور شریعت کی تعریف کے سلسلے میں "قرآن وسنت" کی بجائے "اسلامی احکام جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہوں" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام بحیثیتِ کل جاری وساری ہونے کی بجائے الگ الگ جزئیات کی صورت میں نافذ ہوگا۔ اس خود ساختہ اسلام کی مثال اس درخت کی مثال ہے کہ جس کے ساتھ مختلف پھل آویزاں کرنے کی کوشش کی جارہی ہو اور جسے ثبات وقرار بھی حاصل نہ ہو —— جبکہ اس کے برعکس حقیقی اسلام کی مثال اس شجرۂ طیبہ کی سی ہے کہ جس کی جڑیں زمین میں مضبوط ہوں، شاخیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہوں اور جو ہر وقت اور ہر موسم میں پھل دیتا رہے —— اسلام کی یہی مثال قرآنِ مجید کی سورۂ ابراہیم، آیت ۲۴—۲۵ میں ذکر ہوئی ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

افسوس کہ، اور تو اور رہے، وہ لوگ بھی جو کتاب و سنت کا نام لیتے نہیں تھکتے، آج یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کے دستور کو نافذ کیا جائے، کہ یہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ حالانکہ سارا بگاڑ تو یہیں پر ہے۔ مسلمان کا دستور صرف اور صرف کتاب و سنت ہے —— رہا ۱۹۷۳ء کا دستور، تو اس میں اتنا بڑا فساد موجود ہے کہ اگر انھیں اس کا ادراک ہو جائے تو اس کا نام بھی نہ لیں —— اس کا بنیادی طور پر سیکولر ہونا تو ایک طرف رہا، اس میں جو دفعات مذہبی ہیں، ان میں ایک دفعہ ۲۲۷ بھی ہے، اور جو اسلام کے نفاذ کا ایک پہلو کہی جاتی ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ کوئی قانون اسلام کے منافی نہیں بنایا جائے گا —— گویا اس چھوٹے سے فقرے میں پہلی بات تو یہ غلط ہے کہ شریعت سازی کا اختیار، اللہ رب العزت کے بجائے، انسانوں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا ہے۔ تاہم اگر اس بنیادی غلط تصور سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بظاہر اس کو اسلامی دفعہ مان بھی لیا جائے، تو ایک دوسری مصیبت یہ سامنے آتی ہے کہ جب شیعہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو دستور کے اندر ترمیم کی گئی —— دفعہ ۲۲۷ میں "قرآن و سنت کے احکام" کے الفاظ موجود تھے، اب اس دفعہ کی پہلی وضاحتی شق میں یہ کہا گیا کہ اس دفعہ میں قرآن و سنت کے محاورہ سے مراد قرآن و سنت کا وہ مفہوم ہوگا یا وہ تعبیر ہوگی جو ہر فرقہ کا اپنا اپنا مفہوم اور اپنی اپنی تعبیر ہو۔ یعنی قرآن و سنت کی تعریف، ہر فرقے کی اپنی اپنی فقہ ہے۔ گویا پہلا فساد اس وضاحتی شق میں یہ ہے کہ قرآن و سنت سے مراد وحی نہیں بلکہ قرآن و سنت کا مفہوم ہے[1] اور دوسرا

۱؎ ہم اس فکر کا فساد سمجھانے کے لیے ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ، اسلام آباد کے بدنام ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا حوالہ دینا چاہتے ہیں، جس نے وحی کو باطنی چیز قرار دے کر قرآن و سنت کو نبیؐ کی تعبیر سے معنون کیا تھا۔ بالکل اسی طرح، جس طرح افرنگی قانون میں شریعتِ محمدیہ کو "محمڈن لاء" سے بیان کیا جاتا ہے اور جس سے ان کا مقصود یہ ہے کہ شریعت 'ربانی' نہ رہے، بلکہ انسان کی خود ساختہ بن جائے —— مقامِ غور ہے کہ اس کے باوجود وہ کم از کم اس کی نسبت تو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ماننے کے لیے تیار ہیں، جبکہ قرآن و سنت سے مراد، قرآن و سنت کی وہ تعبیر لینا جو ہر فرقے کی اپنی اپنی ہو، مستشرقین کے مذکورہ بگاڑ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور جو دستور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
©-rasailojaraid.com

فساد یہ کہ یہ تعبیر بھی متفقہ نہیں، بلکہ ہر فرقے کی اپنی اپنی تعبیر قرآن و سنت کہلائے گی۔ اور دستور میں جہاں کہیں بھی قرآن و سنت کا نام آئے گا، اس سے مراد خود قرآن و سنت نہیں ہوں گے۔ جو بالکل غلط ہے! ـــــ اس کے باوجود یہ اسلامی دستور ہے، امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اور حیرت ہے کہ اہلحدیث بھی اس کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ فیا للعجب!

اب تک ہم نے شریعت آرڈی نینس پر عمومی تبصرہ اس کے تصورِ نفاذ کی حیثیت سے کیا ہے، اب ہم براہِ راست اس پر گفتگو کرتے ہیں۔

۱۔ اس آرڈیننس میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآن و سنت سے مراد ہر فرقے کی اپنی اپنی فقہ ہو گی۔ ـــــ اصل الفاظ سنیے:

"تشریح: جیسا کہ دستور کے آرٹیکل ۲۲۷ میں مرقوم ہے، کسی مسلم

۷۳ء کی پیروی میں اس آرڈیننس کے اندر اختیار کی گئی ہے۔

ان الفاظ سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہوا ہے کہ شاید اس دفعہ کا وہی مفہوم ہے جو اکتیس ۳۱ علماء کے بائیس نکات کی دفعہ ۹ کا ہے۔ حالانکہ یہ دفعہ (۹) شخصی معاملات (نکاح، طلاق وغیرہ) کے بارے میں مختلف فرقوں کی فقہ کا لحاظ رکھنے کے بارے میں ہے۔ اگرچہ اسلام کے اندر گنجائش تو فرقہ بندی کی بھی نہیں ہے، لیکن مصلحتاً مختلف فرقوں کو اکٹھا رکھنے کے لیے اسے بائیس نکات میں شامل کر لیا گیا تھا جبکہ اس آرڈی نینس کی دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف کی وضاحت میں جو الفاظ ہیں، وہ فقہ کا لحاظ رکھنے کے بارے میں نہیں، بلکہ وہ قرآن و سنت کی اصطلاح متعین کرنے سے متعلق ہیں ـــــ فقہ کا لحاظ رکھنا اور بات ہے، اور قرآن و سنت کی تعریف ہر ایک فرقہ کی الگ الگ قرار دینا، اور بات! جس سے یہ لازم آئے گا کہ ہر ایک کا قرآن و سنت بھی الگ الگ ہو۔ جیسے شیعہ کا قرآن الگ اور سنیوں کا الگ! ـــــ شیعہ اگرچہ تقیہ کے طور پر موجودہ قرآن مجید کا انکار نہیں کر سکتے تھے، لیکن ۷۳ء کے دستور کی دفعہ ۲۲۷ کی توضیح ۱، اور موجودہ آرڈی نینس کی دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف کی وضاحت میں مذکور الفاظ نے ان کا باطل نظریہ دستور و قانون کے اندر شامل کر دیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فرقہ کے کسی شخصی قانون کے ضمن میں شریعت کی تشریح اور تعبیر میں

"قرآن وسنت کی اصطلاح سے مراد اس مسلم فرقہ کے مطابق قرآنِ پاک اور سنت کی تشریح و تعبیر ہو گی!"

—— قرآن وسنت کی مذکورہ تشریح قطعاً غلط ہے اور چونکہ یہ تشریح دستور کی دفعہ ۲۲۷ کا حوالہ دے کر کی گئی ہے، لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ اس آرڈیننس نے شریعت کی تعریف بدلنے کے علاوہ ۷۳ء کے دستور کے فساد کو مزید پختہ کر دیا ہے! —— یوں قرآن وسنت کو ایک کھیل بنا دیا گیا ہے، کہ اب ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے، میری فقہ قرآن وسنت ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کی یہ تشریح دستور کے علاوہ اس آرڈیننس کا بھی حصّہ ہے۔

شریعت کی اس تشریح کے فساد کا اگر کچھ ازالہ مقصود ہوتا، تو کم از کم اس کے بعد شریعت کی تعریف ہی ذرا واضح کر دی جاتی —— لیکن یہ تعریف یوں کی گئی ہے کہ:

"شریعت سے مراد وُہ احکامِ اسلام ہیں جو قرآن وسنت سے ماخوذ ہوں گے!"

یعنی قرآن وسنت صرف ماخذ —— جبکہ آخذ کون؟ عدالتیں، پارلیمنٹ، حکمران اور قانون دان! —— گویا جو کچھ عدالت کہہ دے وہ شریعت ہو گی، پارلیمنٹ جو قانون بنائے وہ شریعت ہو گی —— حکمران اور قانون دان جو کچھ کہہ دیں وہ شریعت ہو گی —— کیا شریعت کی یہی تعریف ہے؟

شریعت بذریعہ وحی ملتی ہے، جبکہ وحی صرف اور صرف کتاب وسنت ہیں۔ چنانچہ شریعت کی یہی تعریف اس متفقہ ترمیمی شریعت بِل میں کی گئی تھی جس پر تمام مکاتبِ فکر کے علماء نے دستخط کیے تھے —— یعنی:

"شریعت سے مراد قرآن وسنت ہیں!"

جبکہ اس سے قبل وُہ شریعت بِل، جو قاضی عبداللطیف اور مولانا سمیع الحق نے سینٹ میں پیش کیا تھا، اس میں اجتہاد، قیاس اور اجماع کو بھی شریعت کہا گیا تھا۔ جس پر ہم نے کئی مقالے لکھے اور جن میں سے ایک کا عنوان "فقہ کو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شریعت قرار دینے کی جسارت" تھا ـــ الحمدللہ، کہ ہمارے دلائل کو تسلیم کرتے ہوئے جملہ مکاتبِ فکر، شریعت کی مذکورہ بالا تعریف پر متفق ہوتے اور جس کی بناء پر "متفقہ ترمیمی شریعت بل" تیار ہوا ـــ ہمیں بہت زیادہ گلہ ان لوگوں سے ہے جو "متحدہ شریعت محاذ" میں شامل ہوئے اور "متفقہ ترمیمی شریعت بل" پر ہمارے ساتھ دستخط کرنے کے باوجود نہ صرف اس عہد پر قائم نہ رہے، بلکہ آج یہی لوگ اس شریعت آرڈی نینس پر بھی دستخط کرنے والے ہیں جس میں شریعت کی تعریف کو چوں چوں کا مربہ بنا دیا گیا ہے ـــ اور شاید ان کی اسی "شریعت" کا یہ حکم تھا کہ انہوں نے متفقہ ترمیمی شریعت بل میں، شریعت کی تعریف "شریعت سے مراد قرآن و سنت ہیں" تسلیم کرنے کے باوجود، اس پر دستخط کرتے اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں اس کے اعلانات، وعدے وعید، قراردادیں پاس کرتے اور پختہ عزائم کے اظہار، حتیٰ کہ اس الٹی میٹم کے باوجود کہ "اگر متفقہ ترمیمی شریعت بل منظور نہ کیا گیا تو تحریک چلائی جائے گی" یہ سب کچھ نہ صرف فراموش کر دیا بلکہ سینٹ میں نفاذِ شریعت بل پر ترامیم پیش کرتے وقت "متفقہ ترمیمی شریعت بل" میں موجود لفظ "راہنمائی" اڑا دیا ـــ واضح رہے کہ "متفقہ ترمیمی شریعت بل" میں شریعت کو صرف اور صرف قرآن و سنت میں منحصر کر کے، مجتہدین کے اجتہادات وغیرہ کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ شریعت کی تعبیر میں ان سے راہنمائی لی جائے گی یعنی یہ اجتہادات خود شریعت نہیں ہیں۔ لیکن بعد میں اس طے شدہ مسئلہ سے انحراف کرتے ہوئے انہوں نے لفظ "راہنمائی" گول کر دیا۔ چنانچہ ترمیم یوں پیش کی کہ:

"قرآن و سنت کی تعبیر درج ذیل ماخذ سے حاصل کی جائے گی۔"

حالانکہ ہمارا شروع سے موقف یہ تھا ـــ اور جو "متفقہ ترمیمی شریعت بل" کی بنیاد بھی بنا ـــ کہ ائمہ سلف کے اقوال، ان کی آراء اور مجتہدین کے اجتہادات سے راہنمائی تو لی جا سکتی ہے، ان کی پابندی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہ شریعت نہیں ہیں، شریعت صرف کتاب و سنت ہیں ـــ دلیل یہ کہ فقہیں متعدد ہیں اور شریعت صرف ایک! ـــ ان فقہوں کو اگر شریعت باور کر لیا جائے تو متعدد فقہوں کی بناء پر متعدد شریعتوں کا تسلیم کرنا لازم آئے گا۔ اور جو ایک جاہلانہ تصور ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لہٰذا پابندی صرف اور صرف شریعت (کتاب وسنت) کی ہو گی ——— جبکہ یہ حضرات پہلے تو ہمیں اس پابندی کا پابند بنانے کی کوشش کرتے رہے، لیکن جب ہمارے دلائل کا توڑ پیش نہ کر سکے تو ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے انہوں نے لفظ "راہنمائی" قبول کر لیا۔ تاہم اس پر قائم نہ رہتے ہوئے دوبارہ "پابندی" کی راگنی الاپنی شروع کر دی ——— یہی وہ فرق ہے کہ جس نے ہمیں "متحدہ شریعت محاذ" سے اپنی دلچسپیاں ختم کرنے پر مجبور کر دیا تھا ——— چنانچہ یہ فرق آج تک قائم ہے اور اب شریعت آرڈی نینس میں "شریعت سے مراد ہر فرقے کی اپنی اپنی فقہ" پر دستخط کر کے انہوں نے اس فرق کو ناقابلِ عبور خلیج میں بدل دیا ہے، الّا یہ کہ یہ لوگ صرف اور صرف کتاب وسنت کو شریعت تسلیم کر لیں۔

——— پھر ان سے بھی زیادہ گلہ ہمیں ان لوگوں سے ہے جو اہلحدیث کہلاتے ہیں، لیکن بلا سوچے سمجھے اور بغیر شریعت آرڈی نینس کے مندرجات پر غور کیے اس کی تائید کر رہے ہیں اور اس پر داد و تحسین کے ڈونگرے برسا رہے ہیں ——— اس کی غیر مشروط حمایت کا اعلان کر رہے ہیں! ——— ان کے برعکس اہلحدیث ہی کا ایک دوسرا گروپ اس کی مخالفت میں محض اس لیے پیش پیش ہے کہ اسے ۷۳ء کا دستور زیادہ عزیز ہے، تاہم وہ شریعت بل سے اسے بہتر خیال کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اس میں شریعت کی جو تعریف کی گئی ہے وہ نہ صرف درست ہے، بلکہ اس کے خیال کے مطابق اس آرڈی نینس میں کتاب وسنت ہی کو شریعت بھی مان لیا گیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اس پر غور ہی نہیں کیا، اس میں تو شریعت کی تعریف ہی غلط ہے اور شریعت کی وحی کی حیثیت کا انکار کر دیا گیا ہے ——— نہ صرف اس آرڈی نینس میں، بلکہ ۷۳ء کے دستور میں بھی۔ چنانچہ صدارتی حکم ۱۴ سنہ ۱۹۸۰ء کی رُو سے اس کی تعریف میں اس کا وحی ہونا ختم کر دیا گیا ہے ——— بہرحال یہ کسی گروپ کے سیاسی رجحانات کی بات نہیں، بلکہ یہ عقیدہ سلفیہ کا مسئلہ ہے۔ ہم شریعت کی تو تائید کرتے ہیں، لیکن شریعت کے نام پر کسی کو اپنی من مانی خواہشات رائج کرنے کی اجازت نہیں دیں گے! ——— ہاں دکھ اور قلق اس بات کا ہے، آج اہلحدیث کو بھی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہ بات سمجھانے کی ضرورت پیش آرہی ہے کہ سیاسی رجحانات یا ذاتی خواہشات کی اتباع شریعت کی اتباع نہیں ہوتی ـــــ قرآنِ مجید کے جن جن مقامات پر شریعت کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، وہاں ساتھ ہی ساتھ یہ تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ اس مسئلہ میں کسی کی ذاتی خواہشات کی پیروی نہیں ہوگی ـــــ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ - الآية!"

(المائدۃ: ۴۹)

"(اے نبیؐ) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، آپؐ اسی کے مطابق ان میں فیصلے کریں اور ان کی خواہشات کی اتباع نہ کریں۔ اور ان سے محتاط رہیے کہ کسی حکم سے، جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا ہے، آپؐ کو بہکا نہ دیں!"

واضح رہے کہ "مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ" میں کتاب و سنت دونوں شامل ہیں، کہ قرآنِ مجید متن ہے اور سنتِ رسولؐ اس کا بیان، خواہ اس کا تعلق فرامینِ رسولؐ سے ہو یا آپؐ کی عملی زندگی سے! ـــــ اسی لیے انحرافِ سنت پر سخت ترین وعید سنائی گئی ہے:

"فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ!" (النور: ۶۳)

"جو لوگ ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈر جانا چاہیے کہ کہیں کوئی فتنہ (اس دنیا میں) انہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے لے یا (آخرت میں) ان کو عذابِ الیم پہنچے!"

۲۔ اس شریعت آرڈی نینس کے اندر دراصل بنیادی دفعات صرف دو ہیں۔ دفعہ ۲ اور دفعہ ۳۔ دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف ہے اور دفعہ ۳ میں ایک اعتبار سے شریعت کی بالادستی کا ذکر ہے۔ تاہم چونکہ دفعہ ۲ میں شریعت کی تعریف سے عدالتیں قانونی طور پر فائدہ اٹھا سکتی تھیں، اس لیے دفعہ ۳ کا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ایک اور حصہ بھی ہے۔ اور وہ حصہ یہ کہ: شریعت پر عمل کرنے کے لیے وہ طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا جو اگلی دفعات میں ہے ـــــ اس آرڈی نینس کی ۱۵ دفعات ہیں ـــــ دفعہ ۲ سے لے کر دفعہ ۱۵ تک ساری کی ساری اس طریق کار سے متعلق ہیں ـــــ جبکہ اس طریق کار میں انتہائی مہارت سے اس بات کا بالخصوص التزام کیا گیا ہے کہ کوئی شخص بھی شریعت سے آزادانہ استفادہ نہ کر سکے۔ چنانچہ دفعہ ۳ میں شریعت کی دیگر قوانین پر بالادستی کا دعویٰ تسلیم کرنے کے باوجود الفاظ یوں ہیں کہ: شریعت اعلیٰ ترین ماخذِ قانون ہوگی یا سرچشمۂ قانون ہوگی! ـــــ گویا اس میں دو فساد ہیں۔ اوّلاً یہ کہ قرآن و سنّت کو سامنے رکھ کر ہم جو فقہ تیار کریں گے (مثلاً الحادی فقہ یا جدید فقہ) وہ ہمارے لیے شریعت ہوگی۔ ثانیاً یہ کہ "اعلیٰ ترین ماخذِ قانون" کے الفاظ درج کر کے گویا یہ گنجائش باقی رکھی گئی ہے کہ ماخذ صرف قرآن و سنّت نہیں، بلکہ کچھ اور بھی ہوں گے۔ مثلاً فرانسیسی قانون، برطانوی قانون، امریکی قانون، اپنی من مانی خواہشات کے قانون وغیرہ وغیرہ! ـــــ ظاہر ہے، اس کے نتیجے میں عملاً قرآن و سنّت کی بالادستی نہیں ہوگی بلکہ خواہشات کی بالادستی ہوگی، تعبیر کے نام سے یا قانون سازی کے نام سے!

۳۔ کسی آرڈی نینس کا قانونی تصوّر یہ ہے کہ کوئی آرڈی نینس دستور کے منافی نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ آئین کے تابع ہوتا ہے۔ اس لیے آرڈی نینس کے ذریعے صرف ایک کام کیا جا سکتا ہے کہ آئین میں موجود عموم کی تخصیص کر دی جائے۔ مثلاً جب قراردادِ مقاصد کو دستور میں شامل کیا گیا تو اس کی رُو سے سندھ ہائیکورٹ اور لاہور ہائیکورٹ نے سودی معاملات میں بعض ایسے فیصلے کیے کہ جن کی بناء پر حکومت کی آمدنی کا مؤثر ذریعہ، سود، متاثر ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اس آرڈی نینس کی دفعہ ۱۴ لا کر ان عدالتوں پر آئندہ سے یہ پابندی لگا دی گئی کہ وہ سود د ٹیکس وغیرہ کے بارے میں فیصلے نہیں کر سکتیں۔ گویا قراردادِ مقاصد کے دستور کے حصہ بننے کا جو فائدہ ہوا تھا وہ ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح اسی قراردادِ مقاصد کی رُو سے چونکہ عدالتیں دستوری معاملات میں بھی غور و فکر کر سکتی تھیں، اس پر بھی قدغنیں عائد کر دی گئیں۔ یعنی من مانی خواہشات کے لیے حالیہ شریعت آرڈی نینس کو استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کی رو سے عدالتوں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کا یہ اختیار واپس لے لیا گیا ہے کہ وہ دستور کی کسی دفعہ کے بارے میں، اس کے قرآن و سنت کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی مقدمہ سن سکیں، خواہ یہ ہائیکورٹ ہو خواہ شرعی عدالت!

البتہ ہائیکورٹ کے اختیارات کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ اسے صرف دو معاملات میں اختیار ہے، ایک مالیاتی قوانین کے بارے میں اور دوسرے پرسنل لاز یعنی نکاح و طلاق وغیرہ مسائل میں۔ جبکہ وفاقی شرعی عدالت کو درج ذیل چار چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں کا اختیار دیا گیا ہے۔

۱۔ عائلی قوانین (پرسنل لاز)

۲۔ مالیاتی قوانین

۳۔ دستور

۴۔ ضابطہ جاتی قوانین، جنہیں پروسیجرل لاز (PROCEDURAL LAWS) کہتے ہیں۔

——گویا دستور اور پروسیجرل لاز، دو ایسی چیزیں رہ گئی ہیں، جن کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے بارے میں نہ تو ہائیکورٹ غور کر سکتی ہے اور نہ وفاقی شرعی عدالت! —— اب آپ یہ دیکھیے کہ پروسیجرل لاز، جو دراصل قانون پر عملدرآمد کا طریقۂ کار ہوتا ہے، اگر اس کا اختیار کسی بھی عدالت کو نہیں، تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ یہاں لادین نظام عملاً بہر حال رائج رہے گا، کیونکہ اس ملک میں اصل فساد قانون کا استعمال ہی ہے، اور جسے دستور کے علاوہ عدالتوں کے اختیارِ سماعت سے خارج کر کے تحفظ دے دیا گیا ہے! —— یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ شریعت آرڈی نینس میں شریعت کا نام تو ضرور لیا گیا ہے، لیکن شریعت کے طریقۂ کار پر اس میں پابندی عائد کر دی گئی ہے، اس پر پہرے بٹھا دیے گئے ہیں۔

۴۔ علاوہ ازیں شریعت آرڈی نینس کا یہ پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ اس کی رُو سے اعلیٰ عدالتوں میں مفتی مقرر کیے جائیں گے اور ان کا مقام ڈپٹی اٹارنی جنرل کے برابر ہو گا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ آج تک ہمارے علماء یہ کہتے آئے ہیں کہ فتوے کے پیسے لینے حرام ہیں۔ اندریں صورت سوال یہ ہے کہ کیا ان مفتیانِ کرام کی تنخواہ جائز ہو گی؟

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پھر ان مفتیانِ کرام کی حیثیت پر بھی غور فرمائیے، آرڈی نینس میں صاف لکھا ہے کہ ان کی ملازمت صدر جب چاہے ختم کر سکتا ہے، اسے کوئی تحفظ حاصل نہیں۔ اس ملک میں ایک چپراسی کی ملازمت کو تو تحفظ حاصل ہے، لیکن یہ مفتیانِ کرام صرف اور صرف صدر صاحب کے رحم و کرم پر ہوں گے کہ جب تک وہ چاہیں گے یہ مفتی رہیں گے اور جب چاہیں گے، ان کی چھٹی کرا دی جائے گی ——— گویا یہ سرکاری مولوی ہوں گے اور سرکاری فتوے ہی دیا کریں گے!

الغرض، یہ وہ نقائص ہیں، جن کی طرف میں نے اشارہ کر دیا ہے ـــ واضح رہے کہ اس کے کئی دیگر پہلوؤں پر بھی بہت طویل گفتگو کی گنجائش ہے، لیکن اوّلاً تو ایک مجلس میں اس قدر تفصیلی گفتگو ممکن نہیں، ثانیاً میں نے صرف ان مسائل کو پیشِ نظر رکھا ہے جو براہِ راست ہمارے دین و شریعت سے متعلق ہیں اور جن پر اخبارات میں تبصرے وغیرہ شائع نہیں ہوئے!

آخر میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان نقائص کی موجودگی میں، اس آرڈی نینس کے بارے ہمارا رویہ کیا ہونا چاہیے؟ ——— اسے بیک جنبشِ لب ٹھکرا دینا، اسے بسر و چشم قبول کر لینا، یا اس کے بین بین، یعنی اعتدال کی کوئی راہ ہمیں اپنانا ہوگی؟ اس رویہ کا تعین کرنے کے لیے ہمیں شریعت کی عمومی مصلحتوں کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا اور جس کی خاطر آج کے سیاسی حالات پر ایک نگاہ ڈال لینا ضروری ہے۔

جب سے یہ آرڈی نینس سامنے آیا ہے، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دو دھڑے واضح طور پر ابھر کر سامنے آئے ہیں ——— ایک دھڑا وہ کہ جو پوری قوت سے اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ اور اس میں سیاسی جماعتوں کے علاوہ، خواہ وہ مذہبی ہوں یا لادین جماعتیں، صحافت پیشہ اور قانون دان طبقہ (جیوڈیشری کے علاوہ) بھی شامل ہے ——— وہ لادین عورتیں بھی شامل ہیں جو یہاں مغربی تہذیب کو بحال رکھے ہوئے اور پاکستان میں اس کے بقاء کی ضمانت ہیں۔ پھر وہ طبقہ بھی اس دھڑے میں شامل ہے جو شریعت کے نام سے ہی بدکتا ہے، بالخصوص جبکہ اس آرڈی نینس کی رو سے بعض قوانین پر شریعت کی روشنی میں غور و فکر کی اجازت دے دی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گئی ہے۔ گویا ملک کا ۹۰ فیصد سیاسی طبقہ اس کا مخالف ہے، ہاں اس کے مقابلے میں صرف وہ دھڑا اس کی حمایت کر رہا ہے جسے صدر صاحب کی مشینری کہا جا سکتا ہے، جبکہ شریعت کا محافظ طبقہ بالکل خاموش ہے اور یہ خاموشی بڑی ہی پریشان کن ہے ـــــ سوال یہ ہے کہ کیا اس ملک میں نفاذِ شریعت کی کوئی بھی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو گی؟

اس سوال کا جواب، جو واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے، وہ یہ ہے کہ ہمیں اس شریعت آرڈیننس کی بالکلیہ مخالفت کر کے اپنا وزن، شریعت مخالف عناصر کے پلڑے میں بہر حال نہیں ڈالنا چاہیئے۔ اس لیے کہ ہم شریعت کے حامی ہیں اور ہمارا ووٹ شریعت ہی کے حق میں جائے گا ـــــ لیکن چونکہ شریعت آرڈیننس میں فساد اور بگاڑ بھی بہت حد تک موجود ہے، اس لیے ہم اس کی غیر مشروط حمایت کے لیے بھی قطعاً تیار نہیں ہیں۔ گویا ایک ہی راہ، راہِ اعتدال باقی رہ جاتی ہے کہ ہماری یہ حمایت مشروط ہو، یعنی پہلے اس آرڈیننس کی خامیوں کی اصلاح ہونی چاہیے اور پھر اس کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل بھی ہوا جائے ـــ یہ کام اگرچہ آسان نہیں اور اس راہ کی مشکلات کا ہمیں بخوبی احساس بھی ہے لیکن اہلحدیثوں کو بالخصوص اس سلسلہ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہے اور اسوۂ ابراہیمی پہ عمل پیرا ہوتے ہوئے اس راہ میں اپنی پوری توانائیاں صرف کر دینا وقت کی پکار کے ساتھ ساتھ ان کے مسلک کا بھی تقاضا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ" (الحج، ۲۷)

"(اے ابراہیمؑ)، لوگوں میں حج کے لیے ندا کر دیجیے، لوگ آپ کی طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر، جو دور دراز راستوں سے چلے آتے ہوں، (سوار ہو کر) چلے آئیں گے!"

پس ہمارا کام کوشش کرنا ہے، انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اس راہ میں نکل کھڑے ہونا ہے، کہ ہمارا شیوہ آج تک تو یہی رہا ہے ـــ رہی کامیابی! تو وہ اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے ے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ؛

وَاللهُ الْمُوَفِّقُ ، وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ !

قارئین کرام توجہ فرمائیں

زیرِ نظر شمارہ محض اسلامی مہینوں کی انگریزی مہینوں سے مطابقت کی بناء پر دو ماہ کا شمارہ ہے۔ لیکن انگریزی مہینوں کے حساب سے یہ صرف ایک ماہ جولائی ۸۸ء کا شمارہ ہے جس سے خریدار حضرات کی مدتِ خریداری متاثر نہیں ہوگی۔ والسلام!

(مینیجر)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ